عمران سیریز ناول

روشن ستارہ



نورین خان

ناول

روشن ستارہ

نورین خان

عمران سیریز ناول روشن ستارہ

"دسمبر کا مہینہ شروع ہونے والا تھا۔ پورا شہر سردی کے لپیٹ میں تھا۔

"عمران دوکاندار سے ہاتھ نچا نچا کر بحث کر رہا ہے۔

دیکھو جناب میں ہزار مرتبہ شوگران جا چکا ہوں۔"

وہاں اردو شاعر اور ادیب اپنی کتابیں اردو میں چھپواتے ہیں۔"

اور اردو ایڈیشن شوگران' کے اخبارات میں بھی شائع کرواتے ہیں۔"

"جبکہ آپکو موت پڑی ہوئی ہے۔

"دوسری بات میں نے ان سے دو ہزار مرتبہ پوچھی کہ آپ یہ کتابیں اردو میں کیوں چھاپتے ہیں۔"

"تو ان کا جواب انتہائی سادا اور آسان تھا۔:

کہ اردو میں کتابیں زیادہ بک جاتی ہیں اور ہمیں نگارشات بھی وقت پے مل جاتی ہیں۔"

اور جب میں اپنی کتاب کا مسودہ چائنیز زبان میں چھپوانے کے لئے لایا ہوں تو آپ انکار کر رہے ہیں۔

دیکھئے محترم ایک تو آپ بات انتہائی احمقانہ انداز میں کر رہے ہیں،

دوسری بات یہ کہ یہ پاکشیا ہے اور یہاں میں تو کیا میرے جنات کو بھی چائنا چپٹے ناکوں والی کی زبان نہیں آتی۔

"اب ہم آپکی کتاب کیسے چھاپے ہمیں چائنیز تو آتی نہیں اور دوسرا آپکی کتاب انتہائی نامناسب ہے۔

" کیوں قبلہ! ہماری کتاب کیوں نامناسب ہے عمران ہاتھ نچا کے بولا۔

" بھلا یہ بھی کوئی کتاب ہے۔؟

"طلاق کروانے کے سو طریقے۔

تو اس میں برائی کیا ہے۔؟

کیوں طلاق کروانا گناہ ہے؟

ایک تو سوپر فیاض نے میرا دفتر بند کروا دیا،"اوپر سے تم چائنا زبان میں کتاب چھپواتے نہیں۔"

"بس میں جا رہا ہوں حضرت! عمران ناراض ناراض وہاں سے جانے لگا۔"

"دسمبر کی پہلی شام گزرنے کو ہے، اور وقت کے ساتھ ساتھ دن کی روشنی مدھم پڑ رہی ہے۔"

آہستہ آہستہ شامیں گہری ہوتی جا رہی ہیں،

اور رات کی تاریکی اپنے رنگ ڈھنگ دکھا رہی ہے۔""خزاں کا موسم تو چھوڑو بلکہ سردی کا موسم اور

بھی قریب آتا جا رہا ہے،

"اور جیسے ہی یہ موسم قریب آتا ہے،

ہمارے اندر ایک عجیب سی اداسی بڑھنے لگتی ہے۔"خزاں کا رنگ اور اس کی تنہائی ہمارے دلوں میں بھی اپنی جگہ بنا لیتی ہے۔

"درختوں سے گرتے ہوئے پتے دیکھنا ایک الگ ہی منظر ہوتا ہے،

اور یہ منظر میرے ذہن میں پرانے درد اور یادوں کی ایک لڑی کو جگا دیتا ہے۔"
جیسے پتے درختوں سے ٹوٹ کر زمین پر گر جاتے ہیں،
"ویسے ہی ہمارے دلوں سے بھی کچھ یادیں اور تعلقات ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں۔"
"جب درختوں پر پتے نہیں رہتے اور فضاء میں سردی آنا شروع ہوتی ہے،
تب دل کی بھی وہی حالت ہوتی ہے،
جیسے اس پر ایک خالی پن چھا گیا ہو۔"
"مجھے یہ موسم ہمیشہ اداس کر دیتا ہے۔"
خزاں کا موسم مجھے اس لیے پسند ہے کیونکہ یہ موسم بہار کی رنگینیوں اور آب و ہوا سے، مختلف ہے۔
خزاں میں ایک خاموشی ہوتی ہے،
ایک تنہائی کا احساس ہوتا ہے جو دل کو سکون پہنچا تا ہے۔"
جب شام ہوتی ہے اور گھر کی چھت سے خالی درختوں اور پر سکون ماحول کو دیکھتا ہوں،
تو دل میں ایک عجیب سا سکون آ جاتا ہے۔ درختوں کا بیکار اور خشک ہونا،
ہوا کا سرد ہو جانا،
اور زمین پر گرے ہوئے پتے،
یہ سب مجھے اپنی اندر کی خاموشی اور تنہائی کی طرف مائل کرتے ہیں۔
اس موسم کیطرح مجھے گزرا ہوا تکلیف دہ وقت یاد آتا ہے۔"
یقیناً، باقی لوگوں کی طرح میں بھی بہار کا موسم نہیں پسند کرتا،
جو ہمیشہ شور وغل اور رنگوں سے بھرا ہوتا ہے۔ بہار میں ہر طرف خوشبو اور رنگ ہوتے ہیں،
مگر خزاں میں خاموشی ہوتی ہے،
اور یہ خاموشی ہمیں خود سے ملنے کا وقت دیتی ہے۔
جب ہر طرف خزاں کا اثر چھا جاتا ہے،
دل میں بھی ایک عجیب سا سکون اور سکوت آ جاتا ہے۔
شور وغل تھم جاتا ہے اور انسان اکیلے رہنا پسند کرتا ہے۔"
یعنی خزاں صرف موسم کی تبدیلی نہیں ہے،
بلکہ یہ دل کی حالت کی عکاسی بھی کرتی ہے۔ جب ہر طرف سے شور وغل کم ہو جاتا ہے،
تب انسان اپنے اندر کی آوازیں سن سکتا ہے۔"
خزاں کا موسم میرے لیے ایک گہرا اور ذاتی سفر ہے،
"جو مجھے خود کے قریب لے آتا ہے،
"اور یہ موسم ہمیشہ میرے دل میں ایک خاص مقام رکھے گا۔
عمران جیسے ہی گھر واپس جا رہا تھا اسے یہ لڑکا اکیلے بیٹھا نظر آیا۔"

اکرام، ایک غمگین لڑکا، ہوٹل کے ایک کونے میں اکیلا بیٹھا تھا۔"
"اس کی آنکھوں میں اداسی اور دل میں ایک خلا تھا، جیسے وہ دنیا سے کٹ چکا ہو۔
اس کے چہرے پر ایک خاموش غم تھا،
جو شاید الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا تھا۔" ہوٹل کی فضاء میں چائے کے کپوں کی آوازیں، لوگوں کی ہنسی مذاق،
اور ہر طرف خوش گپیوں کی چہل پہل تھی،
مگر اکرم ان سب سے بے خبر تھا۔
وہ بس اپنی فکر میں غرق تھا،
جیسے اس کے ارد گرد سب کچھ ختم ہو چکا ہو۔
اسی دوران، ایک اجنبی شخص پینٹ کوٹ میں ملبوس سر پر ہیٹ پہنے اس کے قریب آیا،
اور آ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔
وہ شخص اکرام کی نظریں دیکھ کر یہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کوئی ایسا ہے جسے باتوں کی ضرورت ہے،
کسی کی توجہ چاہیے۔
اس نے مسکراتے ہوئے اکرام سے بات شروع کی، جیسے کسی پرانے دوست سے مل رہا ہو۔
" کیا بات ہے جوان؟
تم یہاں اکیلے کیوں بیٹھے ہو؟"
اس نے نرمی سے پوچھا۔
اکرام نے سر اٹھایا اور اس شخص کی طرف دیکھا، مگر اس کی نظریں پھر سے زمین پر جا کر مرکوز ہو گئیں۔
وہ شخص اس کی خاموشی سے بھی بے فکر نہیں ہوا۔"
اس نے اپنی بات جاری رکھی،
" تمہاری آنکھوں میں کچھ خاص بات ہے۔
ایسا لگتا ہے کہ تمہیں دنیا سے بہت کچھ گلہ ہے،
یا شاید کسی نے تمہیں تکلیف دی ہو۔"
اکرام نے کچھ نہیں کہا،
مگر دل میں اس شخص کی باتوں نے ایک گہرے اثر کو چھوڑا۔"
وہ اجنبی شخص جانتا تھا کہ کس طرح کسی کی کمزوری کو پکڑا جا سکتا ہے۔"
اس نے اس کے جذبات کے ساتھ کھیلنا شروع کیا۔
جناب آپ کون ہے؟ مجھے اکیلا چھوڑ دو۔"
"دیکھو، زندگی میں سب کچھ ہوتا ہے،
اور کبھی کبھی ہم خود کو بہت اکیلا محسوس کرتے ہیں۔"
لیکن کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ تمہیں تمہارے احساسات کی طاقت کو پہچاننا چاہیے؟

تم جو کچھ بھی محسوس کر رہے ہو،
وہ تمہارا اختیار ہے۔" وہ شخص بولا، اور اس کے الفاظ میں اکرام کو ایک عجیب سا سکون اور دلچسپی محسوس ہوئی۔
دیکھو جوان تم ابھی کم عمر ہو اور " تمہاری زندگی تمہارے ہاتھ میں ہے،
بس تمہیں اسے بدلنے کا حوصلہ چاہیے۔
اگر تم چاہو تو تم اپنی تکلیف کو طاقت بنا سکتے ہو،
تم اپنی خاموشی کو ایک ہتھیار، اور تم اپنی افسردگی کو ایک موقع،" اس شخص نے کہا،
جیسے وہ اکرام کے دل میں ایک نئی امید جاگنے کی کوشش کر رہا ہو۔
لیکن آپ تو مجھے جانتے ہی نہیں؟
جان پہچان ہو گی تو تم مجھے جان پاؤ گے نہ۔"
ویسے میرا نام شریف شانی ہے میں یہاں قریب ہی رہتا ہوں،
روز اس ہوٹل میں چائے پینا پسند کرتا ہوں لوگوں
سے ملنا جلنا مجھے بہت پسند ہے۔"
اکرام کے ذہن میں ایک طوفان سا چل رہا تھا۔
اس اجنبی شخص کے الفاظ اس کے دل میں گونج رہے تھے،
اور وہ محسوس کر رہا تھا کہ جیسے اس کے درد کا کوئی حل ہو سکتا ہے،
جیسے وہ اس شخص کی باتوں میں کوئی سچائی محسوس کر رہا ہو۔
لیکن اس شخص کی باتوں میں کچھ ایسا بھی تھا جو اسے الجھانے لگا تھا۔
یہ سب کچھ بہت جلدی ہو رہا تھا،
اور اس نے خود کو کچھ زیادہ ہی متاثر ہونے کی اجازت دے دی تھی۔
" تمہاری زندگی تمہاری ہے،
اور تمہیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ تم اس سے کیا چاہتے ہو،" اس شخص نے اپنی بات مکمل کی،
اور اکرام کو یہ احساس دلایا کہ شاید وہ واقعی اپنی حالت بدل سکتا ہے،
لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں میں ایک چمک بھی تھی،
جیسے وہ اکرام کی خاموشی کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کر رہا ہو۔
یہ اجنبی شخص، جو اکرام کی دلی کمزوری کو سمجھ کر اس کے جذبات کو چھیڑ رہا تھا،
اب خود ہی اپنے اندر ایک غیر محسوس سی تسکین محسوس کر رہا تھا۔
وہ جانتا تھا کہ وہ اکرام کو کس طرح اپنے جال میں پھنسا سکتا ہے۔
اس کے الفاظ اور انداز میں ایک سلیقے سے تیار کردہ چالاکی چھپی ہوئی تھی۔
دوسری طرف بیچارہ اداس اور مایوس اکرام،
جو اپنے اندر کے دکھوں میں غرق تھا،

وہ اب اس اجنبی شخص کی باتوں سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہو رہا تھا۔
وہ اس کی باتوں میں کوئی ایسا سکون محسوس کر رہا تھا،
جو اسے زندگی میں پہلے کبھی نہ ملا تھا۔
لیکن حقیقت میں وہ اجنبی شخص اس کی جذباتی کمزوری کا فائدہ اٹھا رہا تھا۔
ایک لمبے خاموش وقفے کے بعد، اکرام نے گہری
سانس لی اور سر اٹھا کر اس شخص کی طرف دیکھا،
جیسے اس کی روح میں کچھ بدلا ہو۔ اسے کچھ بدلا وسا لگ رہا تھا۔"
"شکریہ،" اکرام نے آہستہ سے کہا،" مگر مجھے اب کچھ وقت اکیلے گزارنا ہوگا۔"
اس اجنبی شخص نے مسکرا کر اس کا کندھا دبایا اور بولا،"یاد رکھنا، زندگی تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔
اور جب بھی تمہیں میری ضرورت ہو، میں یہاں موجود ہوں۔"
اکرام نے ایک آخری نظر اس پر ڈالی اور پھر سر جھکایا،
جیسے وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہو۔
اجنبی شخص اٹھ کر چلا گیا، اور اکرام کی نظریں پھر سے ہوٹل کی بھیڑ میں کھو گئیں۔
اس کے دل میں ابھی بھی اس اجنبی شخص کی باتیں گونج رہی تھیں،
مگر ساتھ ہی اسے وہ احساس بھی تھا کہ وہ اب اپنی راہ خود منتخب کرے گا،
یا شاید وہ اب اس اجنبی شخص کے جال میں اور زیادہ پھنسا ہوگا۔
عمران حسب معمول ہوٹل میں اندر داخل ہوا،
اور خالی میز دیکھ کر اس پر بیٹھ کے اخبار پڑھنے لگا۔"
اس کو دیکھ کر ہوٹل کا بیرہ قریب آیا صاحب۔؟
پرنس آف ڈھمپ مجھے پرنس کہتے ہیں۔
جی سر! آپ کیا پینا پسند کرینگے؟
کافی یا چائے؟
ایک پیالی گرم چائے الائچی ڈلی ہوئی۔
بیرہ آرڈر نوٹ کر کے کیچن روم کی جانب روانہ ہوتا ہے۔
عمران اخبار پڑھ ہی رہا تھا کہ اسے اس اجنبی اور اداس لڑکے کی بات چیت سنائی دی۔
"پریشان مت ہو اکرام، میرے ساتھ چلو، میں تمہیں ان غموں سے نجات دوں گا۔ تم یہ لاکٹ پہن لو، آزادی کا نشان، چمکتا ہوا ستارا۔"
مگر میں اسکا کیا کروں گا شریف صاحب؟
تم یہ لاکٹ پہنو تو صبح اس سے تمھیں آرام ملے گا۔
یہ الفاظ اکرام کے دل میں ایک امید کی کرن پیدا کر گئے۔
جیسے ہی وہ شخص یہ بات کہہ رہا تھا،

اس کی نظریں اکرام پر مرکوز تھیں اور اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا،
خوبصورت لاکٹ تھا،
جس میں ایک چمکتا ہوا ستارہ جڑا ہوا تھا۔
وہ لاکٹ اتنا دلکش تھا کہ جیسے اس میں کوئی خاص راز چھپے ہوں،
جیسے وہ اکرام کی زندگی کے اندھیروں کو روشنی میں بدلنے کا وعدہ کر رہا ہو۔
اکرام بچارہ، جو پہلے سے ہی زندگی کی بے سکونی اور غموں میں ڈوبا ہوا تھا،
اس لمحے میں اس شخص کی باتوں سے متاثر ہو گیا تھا۔
اس نے جیسے ہی لاکٹ کی طرف نظر ڈالی،
اسے ایک لمحے کے لیے ایسا لگا کہ شاید یہ وہ چیز ہے،
جو اس کی زندگی کے کھوئے ہوئے حصے کو دوبارہ واپس لا سکتی ہے۔
وہ لاکٹ نہ صرف ایک سادہ ساز یور تھا،
بلکہ ایک علامت تھی آزادی کی،
ایک ایسا نشان جو اکرام کو اس کی آزادی کی یاد دلاتا،
وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ روشن ستارہ اسے غموں سے آزادی دلائے گا،
اس کی زندگی کے نئے سفر کا آغاز ہوتا ہے۔
دیکھو جوان "یہ لاکٹ تمہیں نئے راستے دکھائے گا،" اس شخص نے کہا، "تمہارے غم تمہاری تقدیر نہیں ہیں۔
یہ چمکتا ہوا ستارا تمہیں آزاد کرے گا، ان تمام بوجھوں سے جو تم پر پڑے ہیں۔"
اکرام کی نظریں لاکٹ پر مرکوز ہو گئیں۔
وہ محسوس کر رہا تھا کہ اس لاکٹ کے اندر ایک طاقت ہے،
ایک کشش ہے جو اس کے دل کو پگھلا رہی ہے۔
اس کے اندر کی گہرائیوں میں ایک خاموش آواز گونج رہی تھی،
جیسے یہ لاکٹ اسے اس کی تکلیف سے نجات دلانے کے لیے بنا ہو۔
اس شخص کی باتیں، اس کی نرم آواز اور پُر اطمینان چہرہ اکرام کے دل میں ایک امید کی کرن جگا رہے تھے۔
وہ خود کو پہلے سے زیادہ پر سکون محسوس کر رہا تھا،
لیکن اس کی نظریں لاکٹ میں کچھ ایسا دیکھ رہی تھیں جو اسے کچھ حد تک سکون دے رہا تھا۔ اس شخص کی باتوں میں ایک ایسا اعتماد تھا،
جو اکرام کے دل میں سرایت کر رہا تھا۔
"تم اس لاکٹ کو پہنو، اور پھر تمہاری زندگی بدل جائے گی۔
یہ تمہیں اپنے راستے پر چلنے کی طاقت دے گا،"
وہ شخص دوبارہ بولا۔
اچھا شریف صاحب! کوشش کروں گا۔

اکرام کے دل میں ایک جنگ چل رہی تھی۔
ایک طرف وہ شخص کی باتوں میں آنے کے لیے تیار تھا،
دوسری طرف وہ جانتا تھا کہ ہر وعدہ سچ نہیں ہوتا،
اور ہر چیز جو چمکتی ہے، وہ سونا نہیں ہوتی۔لیکن پھر بھی اس کا دل کسی پوشیدہ امید سے جھوم رہا تھا۔
"تمہیں خود کو آزاد کرنا ہوگا، اکرام،" اس شخص نے کہا، "یہ لاکٹ تمہاری رہنمائی کرے گا۔
تمہیں بس اس پر یقین کرنا ہوگا۔"
اچھا ٹھیک ہے جناب۔"
اکرام نے ایک لمبی سانس لی اور آخرکار اس لاکٹ کو اپنے ہاتھ میں اٹھایا۔
وہ کچھ دیر تک اسے دیکھتا رہا، پھر اس نے یہ لاکٹ اپنی گردن میں ڈال لیا،
جیسے اس کے اندر کی تکلیف کو کوئی باہر نکالنے والا ہو۔
لاکٹ کا چمکتا ستارہ اس کی زندگی میں ایک نیا رنگ بھرتا ہوا محسوس ہوا۔
اس کے دل میں ایک امید کی لہر اٹھی۔
اس شخص کے الفاظ، اس لاکٹ کی طاقت اور آزادی کا نشان اب اکرام کے اندر ایک نیا جذبہ پیدا کر رہے تھے۔
شاید، وہ جو کچھ بھی محسوس کر رہا تھا،
وہ سچ تھا؛ شاید یہ لاکٹ واقعی اس کے غموں سے نجات دلانے کا ذریعہ بنے گا۔
وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس اجنبی شخص کی طرف دیکھا۔
اس کی آنکھوں میں اب ایک چمک تھی،
جیسے وہ اپنے اندھیروں کو پیچھے چھوڑ کر روشنی کی طرف بڑھ رہا ہو۔
"شکریہ،" اکرام نے آہستہ سے کہا، "شکریہ کہ تم نے مجھے یہ راستہ دکھایا۔"
اس شخص نے مسکرا کر کہا، "اب تمہارے اندر وہ طاقت ہے جو تمہیں مزید حوصلہ دے گی اب تمھیں مزید آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔
یاد رکھو، تمہیں کبھی کسی اور سے آزادی نہیں ملے گی،
یہ تمہیں خود حاصل کرنی ہوگی۔"
مجھے کس سے آزادی حاصل کرنا ہوگی شریف صاحب۔؟
اکرام نے لاکٹ پر ایک آخری نظر ڈالی،
اور اس کی آنکھوں میں ایک نیا عزم تھا۔
اس کی زندگی میں ایک نیا باب شروع ہونے والا تھا،
اور یہ لاکٹ اس کے اس نئے سفر کی علامت تھا۔
یہ میں تمھیں دوسری ملاقات میں بتاوں گا۔
ایک ہفتے بعد ہم شہر سے دور قریبی پہاڑی پر ملے گے،
جو کہ بلندی پر ہے لوگ وہاں اچھا وقت گزارنے جاتے ہیں۔

جوان میں تمھارا وہاں منتظر رہوں گا۔"

عمران یہ باتیں سن سن کر بور ہو چکا تھا وہ ان دونوں کے جانے سے پہلے ہی ہوٹل سے نکل گیا۔"

عمران نے گاڑی قصہ خوانی بازار میں ایک پرانی دوکان کے سامنے روکی۔

وہ اپنی گاڑی سے نیچے اترا ہی تھا کہ ایک فقیر سا جوان جس نے پھٹا ہوا ٹاٹ کا پیوند لگا لباس پہنا ہوا تھا۔

اسکی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

وہ تیزی سے عمران کیطرف بڑھنے لگا اس فقیر کو اپنے سامنے اس انداز میں دیکھ کر عمران رک گئے۔"

کیا تم علی عمران ہو؟

ہاہاہاہا وہ فقیر قہقے لگانا لگا۔

کیا تم علی عمران ہو؟

جی مجذوب بھائی میں ہی عمران ہوں مگر بات کیا ہے؟

کیا سردی لگ رہی ہے؟

بچالو سب کو۔۔۔بچالو سب کو۔۔۔

کس کو بچاوں مجذوب بھائی؟

آپ کو کس قسم کی مدد کی ضرورت ہے عمران نے نہایت سنجیدگی سے اس فقیر سے کہا۔

بچالو سب کو محسوس ستارے گردش میں ہیں سب بچپین لوگوں کو بچاو۔

یہ کہتے کہتے وہ قہقے لگاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔"

عمران تھوڑا پریشان ہوا مگر پھر اپنے کام سے اندر گیا اور ضرورت کی چیزیں خرید کر واپس گاڑی کی جانب روانہ ہوا۔"

اچانک اسکا موبائل بجنے لگا۔

ہیلو۔۔۔ہیلو۔۔۔فیاض از کالنگ۔۔۔تم سن رہے ہو عمران؟

ہاں جی سن رہا ہوں آخر میری کیسی یاد آ گئی اس دسمبر میں۔؟

کہاں موجود ہو تم اس وقت۔۔۔۔اوور۔۔۔فیاض نے جلدی میں کہا۔

قصہ خوانی بازار میں ہوں سوپر فیاض۔اوور۔

عمران تم فوری طور پر میرے دفتر پہنچو۔

میں منتظر ہوں۔

اچھا ٹھیک ہے میں آتا ہوں بیفکر رہو۔

عمران کال کاٹ دیتا ہے۔

عمران کی کار فراٹے بھرتی ہوئے سراغ رسانی ڈیپارٹمنٹ کی عمارت کی جانب رواں دواں تھی۔"

دفتر میں داخل ہوتے ہی عمران بول پڑا۔۔

علی عمران ایم۔ایس۔سی، پی۔ایچ۔ڈی آکسن بذات خود پہنچ چکے ہیں۔

"

فیاض کافی پریشانی میں دیکھائی دے رہے تھے۔
کیا بات ہے سوپر فیاض تم مجھے ڈسٹرب لگ رہے ہو۔؟ خیریت۔
خیریت کہاں ہے۔؟
خیریت ہوتی تو تمھیں بلاتا؟
آج کل شہر کے حالات اچھے نہیں ہے،
اور اوپر سے ہم پر بہت پریشر ہے کہ سب ٹھیک کرو۔
آخر میرے ہاتھ میں کوئی جادو کی چھڑی تو نہیں کہ میں سب ٹھیک کر دوں؟
آخر ہوا کیا ہے سوپر فیاض کچھ بتاو۔
تم تو اچھی طرح جانتے ہو کہ ڈکیتی کا واقعہ ہمیشہ خوف اور ہراس کی ایک علامت ہوتا ہے، کیونکہ یہ نہ صرف کسی کی مالی حیثیت پر حملہ کرتا ہے،
بلکہ انسان کی ذہنی سکون اور تحفظ کے احساس کو بھی ختم کر دیتا ہے۔
ایسی ہی کل رات کا واقعہ تھا جب شہر کے ایک پرہجوم علاقے میں ایک عجیب وغریب ڈکیتی ہوئی۔
یہ وہ وقت تھا جب سڑکوں پر تیز روشنی تھی ساری لائیٹی ان تھی،
لوگ اپنی روزمرہ کی مصروفیات میں جٹے ہوئے تھے،
اور شہر کی معمول کی زندگی چل رہی تھی۔
لیکن اس دوران ایک شخص نے بڑی چالبازی سے ایک گھر کو نشانہ بنایا۔
اچھا پھر کیا ہوا؟
یہ واقعہ کل رات کو پیش آیا جب شہر کے مضافاتی علاقے میں ایک درمیانے درجے کے کاروباری شخص کے گھر چوری ہوئی۔
رات کے پچھلے پہر، جب گھر والے آرام سے سو رہے تھے،
اندر داخل ہوتے ہوئے اور چپکے چپکے آنے والے چور نے دروازے کا تالہ توڑا اور اندر گھس گیا۔
یہ بندہ مکمل طور پر تربیت یافتہ اور نقاب پوش تھا تا کہ کسی بھی طرح کی شناخت نہ ہو سکے۔
اور ایسا ہی ہوا کوئی نشان پیچھے چھوڑ کے نہیں گیا۔
یہ ڈکیتی رات کے اندھیرے میں بڑی چالاکی سے ہوئی۔
چور نے گھر کے تمام کمرے چھان مارے،
ہر چیز کو ٹٹولا اور چھوٹی چھوٹی قیمتی اشیاء جیسے سونا، نقدی، جواہرات، اور الیکٹرانکس سامان اٹھایا۔
گھر والوں کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع نہ ملا، اور سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا کہ کسی کو موقع ہی نہیں ملا کہ پولیس کو اطلاع دے سکے۔
ڈکیت نے اس عمل کو اتنے چالاک طریقے سے انجام دیا کہ ان کے جانے کے بعد سب کچھ خاموش تھا۔
گھر والے جب جاگے تو وہ اپنے آپ کو بے بس اور پریشان حال پایا۔
انکے کمروں کے دروازے باہر سے لاک تھے نہیں کھل رہے تھے۔
ان کے ساتھ ہونے والی ڈکیتی نے ان کی زندگی میں ایک بھونچال سا پیدا کر دیا ہے۔
وہ نہ صرف اپنی قیمتی اشیاء سے محروم ہو گئے تھے،

بلکہ ان کی ذہنی سکون اور تحفظ کا احساس بھی چھن چکا تھا۔

تو کیا ان لوگوں نے پولیس کو اطلاع نہیں دی اس وقت؟

پولیس کو فوری طور پر اطلاع دی گئی،

اور تفتیش کا آغاز ہو گیا تھا۔

پولیس نے علاقے کے ارد گرد سی سی ٹی وی کیمروں کا جائزہ لیا،

مگر چور انتہائی ہوشیار تھے، اور ان کے نقاب اور چالاکی نے ان کی شناخت کو مشکل بنا دیا تھا بلکہ ناممکن وہ کسی کیمرے میں نظر نہیں آئے۔

پولیس کی محنت اور تحقیقات کے باوجود، چوروں کا سراغ نہیں مل سکا۔

چوروں کا نہیں سو پر فیاض صرف ایک شخص تھا یعنی نامعلوم چور کا۔

جی ہاں وہی چور مگر یہ ڈکیتی صرف ایک مالی نقصان نہیں تھا، بلکہ اس سے جڑا ہوا خوف، بے سکونی اور اضطراب تھا جو متاثرہ خاندان کو مستقل طور پر ذہنی دباؤ میں مبتلا کر گیا ہے۔

ان کے لیے رات کو سونا دوبارہ معمول بنانا اور اپنے تحفظ کو یقینی بنانا ایک بڑا چیلنج بن گیا ہے۔

تو ایسا تو ہوتا ہی ہے ہمارے معاشرے میں ہر طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

مگر یہ تو سیدھا سادہ پولیس کیس ہے تم نے مجھے کیوں بلایا ہے؟

نہیں عمران۔ یہ سیدھا سادہ کیس نہیں ہے بلکہ تمھارے ذوق کا کیس ہے کیونکہ بعد میں پولیس دفتر کو ایک خط ملا۔

اس میں لکھا تھا کہ میرا نام ذیشان ہے اور میں ایم۔بی۔اے کا طالب علم ہوں۔

یہ ڈکیتی میں نے کی ہے اب میں ایک آزاد اور پرسکون انسان ہوں۔ جب آپ لوگ میرے گھر آئینگے تو میری لاش پھندے سے جھول رہی ہوگی۔

اب میں آزاد ہو گیا ہوں۔

جب ہم مطلوبہ ایڈریس پر پہنچے تو اس ذیشان نامی جوان کی لاش لٹک رہی تھی۔

اوہ اچھا! تو مجھے پہلے بتانا تھا نہ۔

دوسری حیران کن بات یہ ہے کہ ذیشان نے ساری ڈکیتی کی رقم، اپنا گھر گاڑی ایک روشن ستارہ نامی این۔جی۔او کو مرنے سے قبل منقل کر دیا تھا۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو فیاض اگر ذیشان نے خودکشی ہی کرنی تھی تو ڈکیتی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

یہ کیس جیسا نظر آ رہا ہے ویسے ہے نہیں۔عمران نے اسکی تائید کی۔"

ڈکیتی کے اس واقعے نے نہ صرف متاثرہ خاندان کی زندگی کو بدل دیا، بلکہ پورے علاقے میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔

لوگ اپنے گھروں کی حفاظت کے بارے میں زیادہ محتاط ہو گئے،

اور پولیس کو اس نوعیت کی وارداتوں کی روک تھام کے لیے مزید سخت اقدامات اٹھانے کی ضرورت محسوس ہونے لگی ہے۔

اس ڈکیتی نے ایک اور حقیقت کو بھی اجاگر کیا ہے کہ اس شہر میں امن اور سکون کی حالت کو برقرار رکھنا، اب پہلے سے کہیں زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔

ہم پر اوپر سے کافی دباؤ بڑھ رہا ہے کہ جلدی یہ معاملہ نمٹائیں۔

یہ ڈکیتی نہ صرف مالی نقصان بلکہ روحانی اور نفسیاتی نقصان کا بھی سبب بنی۔

جب تک یہ چور گرفتار نہیں ہو پائے، بلکہ چور نے خودکشی کر کے سب معاملہ مشکوک بنا دیا ہے۔

متاثرہ خاندان اور ان کے جیسے دوسرے افراد اپنے دلوں میں خوف اور غیر یقینی کی حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے وہ آئے دن دفتر آتے ہیں۔

اب تم ہی بتاؤ کیا مجھے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

کیا تم مجھے وہ تصاویر اور شواہد دیکھا سکتے ہو؟

نیز اس رات کی سی۔سی۔ٹی وی فوٹج آس پاس کے علاقوں کی۔؟

ہاں کیوں نہیں فیاض اپنا لیپ ٹاپ عمران کے سامنے رکھ دیتا ہے اور اپنے اردلی سے دو چائے کا کہہ دیتا ہے۔

سو پر فیاض ساتھ بسکٹ بھی۔۔

اچھا اچھا تم کام کرو۔۔۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔عمران حسب معمول پیدل چہل قدمی کر رہے تھے۔

سر جھکا کر ایسے احمقانہ انداز میں چل رہا تھا جیسے اپنے ایک ایک قدم کا بغور جائزہ لے رہا ہو۔"

سکندر پورہ ایک ایسا علاقہ تھا جو اپنے گنجان آباد تھا اور تنگ گلیوں پر مشتمل تھا۔

یہ جگہ ہمیشہ رش سے بھری رہتی تھی۔

گھروں کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے، اور گلیوں میں بچوں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔

یہاں کے لوگ ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے تھے، اور کوئی بھی بات چھپی نہیں رہتی تھی۔

مگر ایک دن، یہ علاقہ غم اور دکھ کی لپیٹ میں آ گیا تھا، جب ذیشان کی موت کی خبر گلی گلی پہنچی۔

عمران، جو ایک تفتیشی صحافی زیادہ لگتا تھا، اس روز اس علاقے میں پہنچا۔

اس کا مقصد ذیشان کی موت کے بارے میں تحقیق کرنا تھا کیونکہ اس کی موت ایک پراسرار سوال بن چکی تھی۔

وہ سکندر پورہ کی تنگ گلیوں میں چل رہا تھا۔

اس کا سر اب بھی جھکا ہوا تھا اور نگاہیں بدستور اپنے قدموں پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک پڑوسی خاتون، جس کا نام فوزیہ تھا،

اس کے پاس آئی۔اس کے چہرے پر غم کی ایک گہری جھلک تھی، اور وہ عمران سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔

"آپ کو ذیشان کی موت کے بارے میں جاننا ہے؟" فوزیہ نے سوال کیا۔

عمران سوچ میں پڑ گیا پھر حسب معمول جواب دینے کے سلسلے میں پہل کرتے ہوئے بولا۔"ہاں باجی مگر آپکو کیسے پتہ چلا۔؟

روز روز یہاں اخبار والے اور پولیس اہلکار جو آتے ہیں تو مجھے لگا شائد آپ بھی۔۔۔۔۔؟

عمران نے سر ہلایا، "ہاں، مجھے کچھ معلومات چاہیے تھیں۔لوگ کہتے ہیں کہ ذیشان بہت غم زدہ تھا، لیکن کیا وجہ تھی؟" ویسے مجھے علی عمران کہتے ہیں۔"

فوزیہ نے ایک گہری سانس لی اور پھر کہا، "وہ بچارہ بہت مایوس تھا، عمران صاحب۔اس کی زندگی میں کچھ بھی ٹھیک نہیں چل رہا تھا۔"

ہر وقت گلی کی نکڑ پر اداس الو کی طرح بیٹھا ہوا ہوتا تھا۔"

اسی دوران، ایک ماسی بوڑھی عورت، برقعہ اوڑھے جو گلی کے آخری کونے پر رہتی تھی، عمران کے قریب آئی۔اس کے چہرے پر ایک عجیب طرح کا دکھ اور غم تھا، جیسے وہ خود بھی ذیشان کے غم میں شریک ہو۔

ارے کم بخت فوزیہ کہی کی تم یہاں مٹر گشتی کر رہی ہوں۔

تیرا مرد تجھے محلے بھر میں ڈھونڈھ رہا ہے۔

ارے ماسی آپ تو ویسے ہی بات کا بتنگڑ بناتی ہے فوزیہ نے آستین اونچی کر کے جواب دیا۔"

دیکھ فوزیہ میری ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ایک سنگ تراش کے لئے کسی بھی پتھر کو اپنی مرضی کی شکل میں ڈھالنا آسان ہوتا ہے

لیکن ایک سیدھے سادھے شوہر کو اپنی پرچھائیں بنانا کسی بھی سمجھدار بیوی کے لئے مشکل ہوتا ہے۔"

جا اپنے گھر کی خبر لیں یہاں بی بی سی بننے کی ضرورت نہیں سمجھی۔"

فوزیہ منہ بناتے ہوئے چلی جاتی ہے۔"

ہاں تو بیٹے بس کیا بتاوں ماسی خود ہی سٹارٹ ہو گئیں۔

"ذیشان کا دکھ بس اس کی تقدیر کا حصہ تھا،" ماسی نے کہا۔" وہ بچہ امتحان میں فیل ہو گیا تھا اور بہت مایوس رہتا تھا۔ اس کی ماں گھروں میں کام کرتی تھی تا کہ گھر کا خرچہ چل سکے، اور اس کا والد ملک سے باہر مزدوری کرتا تھا۔"

عمران نے سنجیدگی سے سوال کیا،" اس کی حالت کیوں اتنی خراب تھی؟"

بس کیا بتاوں میرے لال۔۔۔۔؟

جی جی میرا نام علی عمران ہے۔

ہاں ہاں عمران بچے" اس کی ماں ہمیشہ اس سے کہتی تھی کہ محنت کرو، کامیاب ہو جاؤ، لیکن ذیشان ہمیشہ پریشان رہتا تھا۔

وہ فیل ہو گیا تھا اور سمجھتا تھا کہ اب وہ کبھی کچھ نہیں بن پائے گا۔ اس کے اندر خود اعتمادی کی کمی تھی، اور وہ اپنے آپ کو ناکام سمجھتا تھا۔"

اوپر سے والد کے سائے سے محروم تھا بچارہ کرتا تو کیا کرتا؟

ماسی نے بات کو مزید آگے بڑھایا،" ذیشان کی موت ہمیں سب کو دکھ میں ڈال گئی ہے۔

وہ ہمیشہ کوشش کرتا رہتا تھا، لیکن کبھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس کا دل بہت معصوم تھا، مگر وہ خود کو معاشرتی دباؤ میں پھنس چکا تھا۔"

عمران نے گہری نظر سے دونوں خواتین کو دیکھا۔

فوزیہ باجی اگر بی بی سی تھی تو ماسی تو پوری سی این این لگ رہی تھی۔

وہ سمجھ رہا تھا کہ ذیشان کی حالت صرف امتحان کے فیل ہونے سے جڑی نہیں تھی۔

اس کا غم ایک لمبے عرصے سے بڑھ رہا تھا، اور وہ کسی نہ کسی وجہ سے اپنی زندگی میں تبدیلی لانے کی کوشش کر رہا تھا، مگر اس کی تقدیر کچھ اور ہی تھی۔

" کیا ذیشان کی موت خودکشی تھی؟" عمران نے پوچھا۔

ماسی نے افسردہ انداز میں جواب دیا،" ہمیں نہیں پتا، لیکن وہ بچہ ہر روز خود کو تنہا محسوس کرتا تھا۔

اس کی ماں اس کا واحد سہارا تھی، اور والد کی کمی کو وہ ہمیشہ محسوس کرتا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ وہ اتنا غمگین رہا۔"

عمران نے دل ہی دل میں سوچا کہ گلی محلے کی تنگی اور لوگوں کی مشکلات میں کتنے ذیشان جیسے بچے چھپے ہوئے ہیں جو اندر سے کچلے جا رہے ہیں۔

اس نے دل میں فیصلہ کیا کہ وہ ذیشان کے بارے میں سب کچھ جان کر اس کیس کو حل کرے گا۔

ماسی نے گلی میں ایک آخری نظر ڈالی اور ذیشان کے گھر کی طرف بڑھی۔ اس کا دل اس بچے کی زندگی کے چھپے ہوئے درد سے بھرا ہوا تھا، جو ہمیشہ کسی نہ کسی خوف یا دباؤ کے تحت جیتا تھا۔ یہ گھر ہے اس بدنصیب کا۔"

جب عمران نے ذیشان کے والدہ سے بات کی، تو اس کے چہرے پر گہرا غم چھایا ہوا تھا۔ بس کیا بتاوں عمران بیٹے۔

اس بدنصیب کا باپ ملک سے باہر مزدوری کر کے اپنے بیٹے کو بہتر زندگی دینے کی کوشش کر رہا تھا،

مگر ذیشان کی حالت کا اس کو کوئی علم نہ تھا۔ اس کا دل ٹوٹا ہوا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو بچا نہ سکی۔

مگر خالہ جب آپ لوگ اس تنگی کا شکار تھے تو ذیشان کے پاس گاڑی کہاں سے آئی تھی۔؟

اس نے گاوں میں ہماری پشتنی حویلی بیچی تھی اور سکینڈ ہینڈ گاڑی خریدی تھی۔

"میرے بیٹے کو بس کچھ سمجھانے کی ضرورت تھی،" ذیشان کے والدہ نے آبدیدہ ہو کر کہا۔

"وہ محنت کرتا تھا،لیکن دنیا کی بھاگ دوڑ میں اس کا دل ماند پڑ گیا تھا وہ اس دنیا سے مایوس ہو چکا تھا۔"

عمران نے ایک گہری سانس لی اور گھر سے نکلا عقب میں ایک چھتنار پیڑ تھا۔ پیڑ کے تنے کیساتھ ایک بڑا چبوترا بنا ہوا تھا۔

وہ تیز تیز قدموں سے آگے بڑھا اور چبوترے پر ٹک گیا۔"اسکا دماغ کچھ اور سوچ رہا تھا اور دل کچھ اور کہہ رہا تھا۔"

عمران نے جب ذیشان کی موت کی تحقیقات شروع کی،تو اس کا دل گہرے راز میں ڈوبا ہوا تھا۔

گلیوں کے شور،لوگوں کے ہنسنے ہنسانے اور روزمرہ کی مصروفیت کے باوجود،سکندر پورہ میں کچھ ایسا تھا جو اس کی آنکھوں سے اوجھل تھا۔

مدھم پڑتی دھوپ چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔"

ذیشان کی موت ایک معمولی حادثہ نہیں تھی، یہ ایک گہری حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی تھی ایک ایسی چھپی حقیقت جسے عمران نے ہر صورت جاننا تھا۔

ارے میرے بچے تم یہاں بیٹھے ہوئے ہو؟

جی ماسی بس جا ہی رہا تھا آپ کہاں جا رہی ہے؟

بیٹا لوگوں کی گھروں میں جھاڑو برتن کرتی ہوں۔

جندگی گزارنا اب جہاد سے کم نہیں۔ان حالات میں اتنا موقع کہاں ملتا ہے کہ آدمی آرام سے گھر بیٹھ جائے اور کوئی کام دھندہ نہ کریں۔"

اس میں شک نہیں کہ جندگی بہت زیادہ مصروف ہوگئی ہے،انتشار،افراتفری، بھاگ دوڑ،نفسانفسی،اور بے یقینی سے آج کے شب و روز عبارت ہیں۔"

ایک روٹی کے حصول کے لئے سو پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں،تب جا کر کہی پیٹ بھرتا ہے۔

ٹھیک کہا ماسی آج کل واقعی سارے رشتے بےمعنی اور فروعی ہو چکے ہیں۔"

اچھا ماسی اب میں اجازت چاہتا ہوں گھر جا رہا ہوں۔اپنا خیال رکھنا۔"

اگر کوئی خبر ہوگی تو میں آپکو بتا دونگی بےفکر رہیو۔

ماسی رشدن پکی ہے خبروں میں اور برقعہ سنبھال کے ماسی جانے لگی۔۔۔

دوسرے دن حسب معمول عمران پھر سے سکندر پورہ کی گلیوں میں موجود تھا۔

سامنے ایک اڈھیر عمر آدمی اٹھے، ٹہلے، چلے، پھرے، داڑھی حساب کی ہوئی، بالوں میں تیل وافر مقدار میں ڈال کے کنگھی کی ہوئی،

بدلے کپڑے، ہاتھوں میں زمرد کی تسبیح رومال کندھے پر ڈالا ہوا سامنے سے آرہے تھے۔

کیوں برخوردار کس سے ملنا ہے؟

دراصل مجھے ذیشان کے گھر جانا ہے۔

یہ سامنے اسکا گھر ہے اسکی ماں گھر پر ہوگی۔

جی بہت شکریہ چچا جان۔

عمران ذیشان کے گھر کی تلاشی لینے کے لیے اس کی ماں کی اجازت کیساتھ گھر کے اندر گیا۔

گھر چھوٹا اور تنگ تھا، جہاں ذیشان کی ماں ہمیشہ محنت اور تکلیف سے کام کرتی تھی تا کہ اپنے بیٹے کو بہتر زندگی دے سکے۔

جب عمران نے اندر قدم رکھا،تو ایک پرانا کمرہ اس کی نظر میں آیا۔

وہ کمرہ ذیشان کا تھا،جس میں ایک عجیب سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔چھوٹے چھوٹے کمرے میں بکھری ہوئی کتابیں، پوسٹر اور کچھ عجیب چیزیں پڑی ہوئی تھیں۔

تلاشی کے دوران عمران کی نظر ایک چمکدار چیز پر پڑی، جو بچھے ہوئے کاغذوں کے درمیان دبی ہوئی تھی۔

وہ چیز ایک روشن ستارے والے لاکٹ کیطرح دکھ رہی تھی

لاکٹ پر ایک خوبصورت ستارہ بنا ہوا تھا، جو کچھ پراسرار روشنی چھوڑ رہا تھا جیسے وہ اس دنیا سے نہیں، بلکہ کسی اور دنیا سے آیا ہو۔
عمران نے لاکٹ کو ہاتھ میں اٹھایا اور اسے حیرانی سے دیکھا۔ یہ ایک خاص لاکٹ تھا، جو باہر اور اندر کی دنیا کی کیفیت کو بیان کرتا تھا۔
اسی کمرے میں ایک دیوار پر کئی ستاروں والے پوسٹر چسپاں تھے، جو ذیشان کے خوابوں کی دنیا کی عکاسی کرتے تھے۔
ہر ستارہ ایک خاص تاریخ، وقت یا لمحے کی نمائندگی کر رہا تھا، جیسے وہ ان ستاروں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔
یہ پوسٹر نہ صرف ذیشان کی بے شمار خواہشات کی عکاسی کر رہے تھے بلکہ ان کے اندر چھپے ہوئے غم اور مایوسی کی داستان بھی سناتے تھے۔
اچانک اسکا فون بجنے لگتا ہے۔
ہیلو باس۔۔۔میں ہوں ٹائیگر کیا کچھ ملا؟
میں باہر پہرہ دے رہا ہوں آپ بیفکر کام جاری رکھے۔
نہیں ٹائیگر فلحال تو کچھ عجیب سے پوسٹر اور کتابیں ملی ہیں۔
میں بعد میں کال کرتا ہوں۔اوور۔
عمران نے ان پوسٹروں کو قریب سے دیکھا، اور پھر اس کی نظر ایک کتاب پر پڑی جو دراز میں رکھی ہوئی تھی۔
کتاب کی جلد پر کچھ غیر معمولی نشانات تھے، جیسے یہ کسی دوسری زبان میں لکھی گئی ہو۔
عمران نے کتاب کو کھولا اور صفحے پلٹنے شروع کیے۔
جلدی سے اس نے محسوس کیا کہ کتاب میں ایک خاص قسم کی تحریر ہے جو انسان کو مزید مایوس، اکیلا اور شکست خوردہ بنانے کی کوشش پر مبنی ہے۔
آخر ذیشان ایسی کتابیں کیوں پڑھ رہا تھا؟
حیرت ہے۔؟
کتاب کے صفحات پر لکھا تھا:
"جب تمہاری دنیا تم سے منہ موڑ لے، تو تمہیں اس کا سامنا کرنا ہوگا۔ سچ میں یہ دنیا تمہارے لیے نہیں ہے، تمہیں کسی اور جگہ کا حصہ بننا چاہیے۔"
دوسرے صفحے پر لکھا ہوا تھا۔
"جو لوگ تمہاری مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ تمہاری تکلیف کو بڑھاتے ہیں، کیونکہ تمہیں اپنے اندر کی دنیا کا سفر خود ہی کرنا ہوگا۔"
تیسرے صفحے پر لکھا ہوتا ہے
"دوسروں کی زندگیوں میں خوشی دیکھنا تمہاری تکلیف کو اور بڑھا دیتا ہے، کیونکہ تمہیں اپنے خوابوں کی موت کا سامنا کرنا ہے۔"
آخر ذیشان یہ زہریلے الفاظ اور مواد کیوں پڑھ رہا تھا۔؟
یہ الفاظ پڑھ کر عمران کا دل دھک سے رہ گیا۔ یہ کتاب محض ایک مسودہ نہیں تھا،
بلکہ اس میں ایسی سوچ چھپی ہوئی تھی جو ذیشان کو اس کے اندر کی اکیلا پن اور مایوسی کی گہرائیوں میں مزید دھکیل رہی تھی۔
کتاب میں درج تحریر اور پوسٹر پر لکھے ہوئے الفاظ ذیشان کے دل کی آواز تھے، جو اس کے دکھوں، ناکامیوں اور مایوسیوں مزید کو بڑھا رہے تھے۔
حالانکہ اسے یہ کتابیں نہیں پڑھنی چاہئے تھی۔
عمران نے دل میں سوچا، "یہ کتاب، یہ لاکٹ اور وہ پوسٹر، یہ سب ذیشان کی مایوس کن دنیا کا حصہ تھے۔
اس کا دل اس سے باتیں کر رہا تھا، لیکن ہم اس کی آواز نہیں سن سکے۔
"عمران کو اچھی طرح سمجھ آ گیا تھا کہ ذیشان اپنی ذات میں محصور تھا، اور وہ ان مایوسیوں کے درمیان اپنے خوابوں کو پورا کرنے کی کوشش کر رہا تھا،
لیکن وہ خود کو نہ سمجھ سکا اور نہ ہی کسی نے اسے سمجھنے کی کوشش کی۔

مجھے تو لگ رہا ہے کہ وہ ایک جال میں پھنس گیا تھا۔"

عمران نے تمام چیزیں واپس رکھ دیں اور ذیشان کی ماں کو آگاہ کیا کہ اس کے بیٹے کی موت کوئی حادثہ نہیں بلکہ اس کی زندگی میں چھپے ہوئے غموں کی گہری حقیقت تھی۔

عمران کا دل غم سے بھرا ہوا تھا، مگر وہ جانتا تھا کہ ذیشان کی موت کا راز صرف ایک فرد کا نہیں

بلکہ اس جیسے ہزاروں لوگوں کا تھا جو اپنی زندگی میں مشکلات اور مایوسیوں کے درمیان پھنسے ہوئے تھے۔

خالہ جی آپ فکر مت کریں میں دیکھ لونگا سب کچھ۔

یہ واقعہ عمران کے دل میں ہمیشہ کے لیے نقش ہو گیا تھا،

اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ذیشان کی دردبھری کہانی دنیا تک پہنچائے گا تاکہ لوگ سمجھیں کہ اندر کی تکالیف کبھی بھی نظرانداز نہیں کرنی چاہیے،

کیونکہ کبھی کبھی ایک چھوٹی سی بات یا چیز کسی کی زندگی بدل سکتی ہے۔

بیٹا چائے پیو گے؟

نہیں خالہ جان مجھے اس وقت ضروری کام سے جانا ہے پھر کبھی۔

سلیمان پاشا جلدی ناشتہ لاو مجھے باہر جانا ہے کم بخت کہی کے۔

صاحب یہ گھڑی گھڑی مجھے عورتوں کیطرح مت کوسا کرو ورنہ۔

ورنہ کیا گدھے۔۔۔؟

ورنہ آپکو گرم گرم ناشتہ نہیں دوں گا۔

جلدی لاو واہ واہ گرم گرم چائے پراٹھے اور بالائی مزا آ گیا۔

شاعر نے خوب کہا ہے۔

ذائقہ چکھ کے وہ کہنے لگا بالائی کا

کاش میں چھوکرا ہوتا کسی حلوائی کا صاحب بیوقت کی شاعری مجھے اچھی نہیں لگتی۔

سر کرائیں تو سہی آپ عدو کا ننگا

میں بھی دیکھوں ہے مرے پاوں میں جوتا کیسا

نہ بابا نہ میں تو جا رہا ہوں ورنہ آپ جوتا اتارنے میں دیر نہیں کرتے۔

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد عمران کی نظروں کے سامنے ابھی تک وہ روشن ستارے والی لاکٹ اور عجیب کتاب پڑی تھی جو اس نے ذیشان کے کمرے سے حاصل کی تھی۔

اس کا ذہن ان چیزوں میں گہرا ڈوبا ہوا تھا، اور وہ اس پُراسرار تنظیم یا ادارے کے بارے میں مزید جاننا چاہتا تھا جس سے ذیشان تعلق رکھتا تھا۔

یا جس کا وہ شکار ہو چکا تھا۔"

وہ جانتا تھا کہ اس کی موت میں کچھ ایسا تھا جس کی حقیقت ابھی تک چھپی ہوئی تھی، اور شاید یہ "روشن ستارہ" ہی اس راز کا دروازہ ہو۔

عمران نے فوراً جوزف کو فون کرتا ہے، جو کہ اسکا ایک ماہر تحقیق کار تھا اور اس کی معلومات کا دائرہ کافی وسیع تھا۔

ہیلو" جوزف، مجھے کچھ معلومات کی ضرورت ہے۔

ایک ایسی تنظیم کا ذکر ہو رہا ہے یا شائد کوئی این۔جی۔او ہے جس کا نام 'روشن ستارہ' ہے، اور ذیشان اس سے جڑا ہوا تھا۔

مجھے اس تنظیم کے بارے میں ہر ممکن معلومات چاہیے۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

دوسری طرف جوزف کا جواب آیا، "پھر آپکو کچھ وقت دینا پڑے گا، باس۔
اس قسم کی تنظیموں کے بارے میں معلومات جلدی نہیں ملتی۔لیکن میں پوری کوشش کروں گا۔"
عمران نے کال کاٹ دیا اور جوزف کی معلومات کا انتظار کرنے لگا۔دو گھنٹے بعد، جوزف کا فون آیا۔
"باس، میں نے جو تحقیقات کی ہیں، وہ کچھ عجیب سی حقیقتیں سامنے لائی ہیں۔" جوزف نے بتانا شروع کیا۔
باس"! پہلی بات یہ ہے کہ 'روشن ستارہ' کوئی عام تنظیم نہیں ہے، بلکہ یہ ایک خفیہ ادارہ ہے جس کا مقصد لوگوں کے ذہنوں میں مایوسی اور اکیلے پن کو بڑھانا ہے۔
اس کا اثر نہ صرف افراد پر، بلکہ پورے معاشرتی ڈھانچے پر پڑتا ہے۔یہ تنظیم دنیا بھر میں پھیل چکی ہے،لیکن اس کی اصل شناخت چھپی ہوئی ہے۔"
افریقہ میں بھی اسکے خفیہ ادارے موجود ہیں۔
عمران نے متجسس ہو کر پوچھا، "لیکن اس کا مالک کون ہے؟"
"یہ ایک عجیب بات ہے، باس۔'روشن ستارہ' کے مالک کا نام ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔
کسی بھی لمحے اس کا کوئی ایک سرپرست نہیں ہوتا۔یہ تنظیم مختلف اشخاص کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتی ہے اور پھر ان کا ذہن تبدیل کر دیتی ہے۔
میں نے جن معلومات کا پتہ لگایا ہے،ان کے مطابق اس کا آغاز کئی سال پہلے ہوا تھا،
اور اس کے پیچھے ایک گہرے فلسفیانہ اور نفسیاتی نظریات ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو افراد کو اپنی مایوسیوں میں ڈبو کر ان کے ذہنوں کو قابو کرتے ہیں۔"
عمران: میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔
جوزف نے مزید بتایا، "سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ اس تنظیم کے لوگوں کے ذریعے ایک خاص قسم کی کتابیں، پوسٹرز، اور اشیاء لوگوں تک پہنچائی جاتی ہیں،
جیسے وہ ذیشان کے کمرے میں ملی تھیں۔ان چیزوں کا مقصد افراد کو ان کی زندگیوں سے بے زار کرنا، اور انہیں ایک ایسے راستے پر چلانے کا ہوتا ہے
جہاں وہ خود کو مایوس اور اکیلا محسوس کریں۔"
"مطلب یہ تنظیم لوگوں کے دماغوں کو مروجہ معاشرتی نظام سے ہٹ کر کسی اور سمت میں دھکیل دیتی ہے؟" عمران نے گہری سوچ کے ساتھ پوچھا۔
"ہاں، بالکل۔" جوزف نے جواب دیا، "یہ تنظیم ان افراد کو نشانہ بناتی ہے جو زندگی کی مشکلات کا سامنا کر رہے ہوں،
خاص طور پر وہ جو معاشرتی یا ذاتی ناکامیوں کا شکار ہوں۔وہ ان کے دماغ میں یہ پیغام پہنچاتے ہیں کہ زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے، اور یہی ان کی کامیابی کا راز ہے۔"
یہ لوگ ایسے جذباتی اور ٹوٹے پھوٹے لوگوں کو شکار کرتے ہیں۔
عمران کی نظریں چمک اُٹھیں۔"تو تم کہہ رہے ہو کہ یہ تنظیم ذیشان جیسے لوگوں کو اپنی جال میں پھنساتی ہے؟"
"ہاں، اور اس کا مقصد انہیں مزید توڑنا ہوتا ہے۔
جیسے ذیشان کا خوابوں اور ستاروں کا پیچھا کرنا، وہ سب اس تنظیم کی حکمت عملی کا حصہ ہو سکتا ہے۔
وہ لوگ ان کی خواہشات اور مایوسیوں کو استعمال کرتے ہیں، اور پھر انہیں اپنی مرضی کے مطابق چلاتے ہیں۔"
عمران نے سر پر ہاتھ مارا، "یہ بہت گہرا معاملہ ہے، جوزف۔ہمیں اس تنظیم کے بارے میں مزید معلومات چاہیے، اور خاص طور پر ذیشان کے حوالے سے اس کا تعلق کیا تھا۔"
جو حکم باس" میں آپکو کچھ اور معلومات فراہم کروں گا، یہ تنظیم بہت پیچیدہ ہے،
اور اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اتنا آسان نہیں ہے، لیکن مجھے اس کا سراغ ضرور ملے گا۔" جوزف نے کہا۔اوور اینڈ آل۔
فون بند ہوتے ہی عمران کے دماغ میں سوالات کا طوفان اُٹھنے لگا۔
اس کا یقین پختہ ہو چکا تھا کہ ذیشان کی موت محض ایک حادثہ نہیں تھی، بلکہ ایک گہری سازش کا حصہ تھی جس کا تعلق "روشن ستارہ" نامی تنظیم سے تھا۔
یہ تنظیم نہ صرف ذیشان، بلکہ ان جیسے ہزاروں افراد کی زندگیوں کو متاثر کر چکی تھی، اور عمران کا مقصد اب اس سچائی کو بے نقاب کرنا تھا۔

سارا یونیورسٹی کے ایک ویران کونے میں بیٹھی تھی،
آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہتے جا رہے تھے۔ دل کی گہرائیوں میں جاوید کے وعدوں کا جھوٹا عکس اب بھی زندہ تھا،
لیکن وہ وعدے، وہ خواب، سب مٹی میں مل چکے تھے۔
وہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے کہہ رہی تھی، "جاوید، مجھے چھوڑ کر تم نے اچھا نہیں کیا، مجھ سے محبت میں کیوں دھوکہ کیا؟
تم کبھی خوش نہیں رہو گے"... تم کبھی خوش نہیں رہو گے۔ اس کے دل کی تکلیف اس کے چہرے پر صاف نظر آ رہی تھی، اور وہ روتی جا رہی تھی۔
اسی لمحے ایک لڑکی، جس کا نام پری تھا، سارا کے قریب آ کر رک گئی۔ وہ نرم دل کی تھی اور سارا کے رونے کی آواز سے بے چین ہو گئی۔
پری نے فوراً سارا کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا، "تمہاری تکلیف میں شریک ہوں۔
میں نے سب سن لیا ہے وہ بیوفا تھا، جو تمہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ تمہیں اس کے پیچھے رونے کی ضرورت نہیں، وہ تمہارے لائق نہیں تھا۔"
کیا میں آپکا نام جان سکتی ہوں؟
میرا نام پری ہے آج یونیورسٹی میں ایک کام سے آئی تھی۔ تو آپ نظر آ گئی۔
سارا نے پری کی طرف ایک غمگین نظر ڈالی، جیسے وہ چاہ رہی ہو کہ کوئی اسے سچ میں سمجھے۔
میرا نام سارا ہے۔
پری نے مزید کہا، "دیکھو، تمہاری زندگی کی قدر صرف تم خود کر سکتی ہو۔ وہ تمہاری تقدیر نہیں تھا۔
تمہیں خود پر یقین رکھنا ہو گا۔ وہ تمہیں دھوکہ دے کر چلا گیا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہاری دنیا ختم ہو گئی۔"
پری کی باتوں میں ایسا سکون تھا کہ سارا نے آہستہ سے آنکھیں صاف کیں اور پری کی طرف دیکھا۔
اس کی باتوں نے سارا کے دل میں ایک امید کی کرن روشن کی۔ پری نے مزید کہا، "تمہاری مسکراہٹ اور تمہارا اعتماد تمہاری سب سے بڑی طاقت ہے۔
وہ تمہاری زندگی کا حصہ نہیں تھا، لیکن تم وہ بن سکتی ہو جو تمہاری تقدیر میں ہے۔"

سارا نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا، "تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو، پری۔ میں اس سے آگے بڑھنا چاہتی ہوں، لیکن دل میں وہ درد کم نہیں ہوتا۔"
پری نے محبت سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا، "دیکھو، زندگی تمہاری ہے، اور تم اپنے آپ سے زیادہ کسی پر انحصار نہیں کر سکتی۔
تمہاری خوشی تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے، اور وہ شخص جو تمہیں رونے کے لیے چھوڑ گیا تھا، اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ تمہاری زندگی پر اثر ڈالے۔"
سارا نے پہلی بار دل سے ہنستے ہوئے کہا، "شکریہ، پری۔ تم نے میری آنکھوں کے سامنے ایک نیا راستہ دکھایا ہے۔
"اس کے اندر کا غم کچھ کم ہوا، اور اس نے فیصلہ کیا کہ اب وہ جاوید کی یادوں کو پیچھے چھوڑ کر اپنی زندگی کی طرف دیکھے گی۔
پری نے اس کا اعتماد اور ہمت بڑھا دیا تھا، اور اب سارا نے ایک نیا عزم کیا تھا کہ وہ خوش رہنے کی کوشش کرے گی، چاہے اس کے راستے میں کتنی بھی مشکلات آئیں۔
پری نے سارا کو تسلی دیتے ہوئے کہا، "یاد رکھو، تمہاری زندگی تمہاری ہے، اور اس میں تم ہی سب سے اہم ہو۔"
میں کوشش کرونگی کہ جاوید کو بھول جاو۔
پری نے سارا سے کہا، " کل ہم باغ میں اکیلے ملیں گے، تم وہاں آ جانا، ہم گپ شپ کریں گے۔
"اس کی آواز میں ایسا سکون تھا جو سارا کے دل کو بہت بھایا۔ پری، جو کہ ایک انتہائی ہمدرد اور سمجھدار لڑکی تھی،
نے سارا کی تکلیف کو بخوبی سمجھا تھا اور اسے اپنی باتوں سے تسلی دینے کی پوری کوشش کی تھی۔
سارا نے پری کا شکریہ ادا کیا، پھر ایک گہری سانس لے کر کہا، "میں کل آوں گی۔

"اس کی آواز میں تھوڑی سی ہچکچاہٹ ضرور تھی، مگر پری کی باتوں نے اسے اتنا حوصلہ دیا تھا کہ وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ کل اس سے ملاقات کے لیے جائے گی۔

اگلے دن، سارا باغ میں پہنچ گئی، جہاں پری پہلے ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

باغ کا ماحول خوشگوار تھا، پرندوں کی چہچہاہٹ اور ہریالی میں ایک خاص سکون تھا۔ سارا جیسے ہی پری کے قریب پہنچی، پری نے مسکرا کر کہا، " آیئے، آج تمہاری باتیں سننے کا کافی وقت ہے۔"

دونوں لڑکیاں ایک بنچ پر بیٹھ گئیں، اور پری نے اس سے کہا، "تم جانتی ہو سارا، زندگی میں مشکلات آتی ہیں،

مگر ہم انہیں اپنے راستے کا حصہ بنا کر آگے بڑھ سکتے ہیں۔ تمہیں اپنی طاقت کا احساس کرنا ہوگا۔

"پری کی آواز میں محبت اور ہمدردی تھی، جو سارا کے دل کو لگ رہی تھی۔

سارا نے آہستہ سے کہا، "لیکن پری، دل سے وہ دکھ اور غم کہاں جاتا ہے؟

جب جاوید مجھے چھوڑ کر چلا گیا، تو مجھے ایسا لگا جیسے میری دنیا ہی بدل گئی۔"

پری نے اس کی بات سن کر مسکرا کر کہا، "یاد رکھو سارا، جو تمہاری زندگی میں نہیں رہا، وہ تمہاری تقدیر نہیں تھا۔

تمہاری زندگی کا اصل مقصد کسی دوسرے کی وجہ سے ٹوٹنا نہیں، بلکہ اپنے خوابوں کی طرف بڑھنا ہے۔"

پری کی باتوں نے سارا کا دل نرم کر دیا۔ اس نے پری کو دیکھا اور کہا، "تمہاری باتوں نے مجھے بہت سکون دیا ہے،

پری۔ مجھے لگتا ہے میں اب اس درد کو چھوڑ کر آگے بڑھ سکتی ہوں۔"

پری نے ہنستے ہوئے کہا، "یہی تو اصل زندگی ہے سارا، اپنے آپ کو کھونا نہیں، بلکہ خود کو دوبارہ پا لینا۔

"دونوں لڑکیاں گپ شپ کرتے ہوئے وقت گزارنے لگیں، اور سارا نے دل میں یہ عہد کیا کہ اب وہ زندگی میں مزید مضبوط ہوگی،

اور پری کے ساتھ اس کا رشتہ بھی ایک نئی دوستی کے طور پر ترقی پائے گا۔

سارا کل میں تمھیں کچھ کتابیں دونگی پڑھنے وہ کتابیں تم چار پانچ مرتبہ خوب غور سے پڑھنا اور کچھ پوسٹر دونگی

وہ اپنے کمرے میں چسپاں کر لینا تا کہ تمھاری نظر ان پر روز پڑتی رہی۔

اس سے تم اچھا محسوس کروگی۔

آپکا بہت شکریہ تم واقعی میری زندگی میں ایک پری کیطرح آئی ہو۔

ہم اگلے ہفتے پارک میں ملے گے سارا۔

جی ضرور میں آجاوگی۔

فیاض کی آواز میں بے چینی اور پریشانی تھی، اور اس نے جلدی سے عمران کو فون پر بتایا، "عمران، تمہیں کیا بتاؤں؟ کچھ بہت عجیب ہوا ہے۔ شہر میں نئی واردات ہوئی ہے۔ اکرام کی لاش قریبی پہاڑی سے ملی ہے، اور لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے خودکشی کی ہے۔ لیکن اس معاملے میں کچھ ہے جو سمجھ سے باہر ہے۔"

مثال کے طور پر ایسا کیا ہے؟ سوپر فیاض جو شک کے قابل لگ رہا ہے۔؟

عمران فوراً سنجیدہ ہو گیا، " کیا؟ خودکشی؟ لیکن کیوں؟

ہمیں مقتول کے گھر والوں سے پتہ چلا ہے کہ،

اکرام تو ہمیشہ اچھا خاصا خوش رہتا تھا، کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا۔

مگر کچھ دنوں سے وہ اداس اور خاموش سا رہنے لگا تھا اور یہ اتنی بڑی بات نہ تھی کہ جو اتنی بڑی بات کی طرف لے جائے۔"

فیاض نے تھوڑی دیر کے بعد کہا، " تمھیں ایک اور بات بتانی ہے، عمران۔

اکرام نے اپنی تمام جائیداد، زمین، کاروبار، اور سب کچھ روشن ستارہ تنظیم کے نام کر دیا تھا۔ اس کا ایک ایک پیسہ، اس کا پورا اثاثہ—سب کچھ۔"

عمران کا دماغ چکرا گیا۔" کیا؟ روشن ستارہ تنظیم؟

وہ تنظیم جو ہمیشہ گہری سیاست اور عالمی معاملات میں ملوث رہتی ہے؟ اکرام نے یہ کیوں کیا؟"

فیاض نے کہا،"وہ کچھ دنوں سے بہت پریشان تھا۔ ہمیں علم ہوا ہے کہ ہوٹل میں ایک بندے کے ذریعے وہ اس تنظیم سے جڑا تھا، اس کی زندگی بدل گئی تھی۔

وہ اپنے دوست سے کئی بار مل کر یہ باتیں کرتا تھا کہ اسے لگتا ہے کہ وہ کسی بڑی سازش کا شکار ہو چکا ہے،

اور اسے خوف تھا کہ کوئی بڑا حادثہ اس کے ساتھ ہونے والا ہے۔

اس کی یہ پریشانی اتنی بڑھ چکی تھی کہ اس نے اپنی جائیداد خوشی خوشی اس تنظیم کے نام کر دی۔"

عمران کی نظریں تیز اور پراعتماد ہو گئیں۔"فیاض، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو، کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔ اکرام کی خودکشی اور اس کی جائیداد کا روشن ستارہ تنظیم کو دینا، یہ سب بہت مشکوک سا لگ رہا ہے

۔وہ تنظیم نہ صرف ملکی سطح پر بلکہ عالمی سطح پر بھی ایک خاص نوعیت کے راز اور طاقتور افراد کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔"

فیاض نے کہا،"ہاں، اور وہ ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ وہ اس تنظیم کی نظر میں تھا، اور وہ خود کو بچانے کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔"

عمران نے عزم کے ساتھ کہا،"فیاض، میں اس معاملے کی تحقیقات شروع کرتا ہوں۔ اکرام کی موت کا راز، اس کی جائیداد کا روشن ستارہ تنظیم کو دینا—

یہ سب ایک بڑی سازش کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ مجھے اس کے پیچھے چھپے ہوئے حقائق تک پہنچنا ہوگا، اور میں اس میں کامیاب ہو کر رہوں گا۔"

فیاض نے کہا،" تمہارا ساتھ دینے کے لیے میں ہمیشہ تیار ہوں، عمران۔ یہ راز جتنا پیچیدہ ہے، اتنا ہی خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔"

تم مجھے جائے واردات اور مقتول کی فوٹوز بھیج دو ابھی تاکہ کام شروع کر دوں۔

عمران نے فون بند کیا اور ایک گہری سانس لی۔ اکرام کی موت اور اس کی جائیداد کے حوالے سے جو معلومات فیاض نے فراہم کی تھیں،

وہ صرف ایک شخص کی خودکشی نہیں، بلکہ اس کے پیچھے چھپے ہوئے عالمی سازشوں کا حصہ لگتی تھیں۔ اب عمران کا کام تھا گھی سے مکھی نکالنا۔

سلیمان میرا لیپ ٹاپ لاو۔

جی صاحب ابھی لایا۔

عمران لیپ ٹاپ کھول کر اس پر کام کرنے لگتا ہے کہ اس پر ای۔میل فورا آ جاتا ہے۔

اکرام کی خودکشی کی تصاویر میں کچھ خاص نہیں تھا۔

مگر جیسے ہی اس نے لاش کا چہرہ دیکھا تو عمران کو یک دم جھٹکا لگا کیونکہ وہ اس لڑکے کو شش دن الگ تھلگ ہوٹل میں ایک آدمی کیساتھ دیکھ چکا تھا۔

اوہ! یہ بھی مر گیا۔

کیا ہوا صاحب؟ سلیمان تشویش میں بولا۔

کچھ نہیں بس حیران ہوں۔

صاحب آپ کام کریں میں آپکے لئے قہوہ بناتا ہوں۔

دوسرے دن عمران اکرام کے گھر پہنچا۔ اس کے دن سنسان گلیوں میں گزر رہے تھے، اور دل میں ایک بے چینی تھی

۔اکرام کی موت نے کئی سوالات اٹھا دیے تھے جن کا جواب وہ ضرور تلاش کرنا چاہتا تھا۔

گھر کے دروازے پر دستک دینے کے بعد، اس کی والدہ نے دروازہ کھولا اور حیرانی سے عمران کو دیکھا۔

" آپ کون ہیں؟" اکرام کی والدہ نے سوال کیا۔

"میں عمران ہوں، اکرام کا دوست۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ سوالات پوچھنے ہیں۔ آپ سے ملنے آیا ہوں۔" عمران نے کہا۔

آنکھوں میں اشکوں کی جھرمٹ لیے، اکرام کی والدہ نے دروازہ کھول کر اسے اندر آنے کی دعوت دی۔

"بیٹھیں، عمران بیٹے، اکرام کا تو کچھ پتہ نہیں۔ وہ ہمیشہ بہت چپ رہتا تھا، کبھی کچھ نہیں بتاتا تھا۔"

عمران بیٹھتے ہوئے بولا، "میں سمجھتا ہوں اماں، لیکن مجھے یہ جاننا ہے کہ اکرام نے آخر کس سے ملنا شروع کیا تھا؟ وہ حالیہ دنوں میں کچھ مختلف لگ رہا تھا،

کیا آپ کو کبھی اس کے رویے میں تبدیلی محسوس ہوئی؟

اکرام کی والدہ نے تھوڑی دیر خاموشی سے سوچا اور پھر کہا، "ہاں، وہ دن بہ دن بدلے ہوئے لگ رہے تھے۔

کچھ مہینوں سے وہ بہت زیادہ اداس رہنے لگا تھا۔

کبھی کسی بات پر غمگین ہو جاتا اور کبھی غم کے بادل اس کے چہرے پر چھا جاتے۔ وہ کچھ باتیں کرتا تھا، مگر زیادہ تر خاموش رہتا تھا۔"

" کیا آپ کو پتا ہے کہ وہ کس سے مل رہا تھا؟ کیا اس کے کسی خاص دوست یا تنظیم سے تعلقات تھے؟" عمران نے پھر سوال کیا۔

"وہ اکثر ایک شخص سے ملنے جاتا تھا، ایک لمبے قد کا آدمی جس کا چہرہ ہمیشہ چھپا رہتا تھا۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ کون تھا، مگر اکرام ہمیشہ اس سے مل کر پریشان واپس آتا تھا۔

کبھی وہ کہتا تھا کہ اس آدمی کا تعلق کسی تنظیم سے ہے، اور وہ اس کے ساتھ کچھ بڑا کرنے جا رہا ہے۔" اکرام کی والدہ نے کہا۔

عمران نے فوراً سوال کیا، " کیا آپ اس تنظیم کا نام جانتی ہیں؟"

اکرام کی والدہ نے سر ہلایا، "نہیں، وہ کبھی واضح طور پر کچھ نہیں بتاتا تھا۔ بس اتنا ہی جان سکی تھی کہ وہ تنظیم کا نام روشن ستارہ تھا۔"

عمران کی نظریں تیز ہو گئیں، وہ یہ نام پہلے بھی سن چکا تھا، اور یہ تنظیم ہمیشہ ایک خفیہ اور پراسرار طور پر جڑی رہتی تھی۔

" کیا آپ کو لگتا ہے کہ اکرام کسی بڑی پریشانی میں تھا؟"

"ہاں، وہ کہتا تھا کہ وہ خود کو ایک خطرے میں محسوس کرتا ہے مگر وہ جلد سب سے آزاد ہو جائے گا۔

آخری دنوں میں وہ بیفکر اسا اور خوش رہنے لگا اور پھر اس نے اپنی تمام جائیداد اس تنظیم کے نام کر دی۔ ہم سب کو بہت دھچکا لگا تھا۔

اکرام نے کہا تھا کہ وہ کسی کے خوف سے ایسا کر رہا ہے۔ وہ جب تک زندہ رہا، ہم نے اس کی مدد کی کوشش کی، مگر وہ ہمیشہ ہمیں دور کرتا رہا۔"

دوسری بات یہ کہ وہ خوشی خوشی یہ سب کر رہا تھا۔ وہ خوش رہتا تھا۔

عمران نے دل میں ایک اور کڑوی حقیقت کا اندازہ لگا لیا تھا۔" کیا آپ نے کبھی اس کے کسی دوست کو یا کسی تنظیم کے فرد کو اس کے آس پاس دیکھا؟"

"ایک یا دو بار اس کا دوست ہمارے گھر آیا تھا۔ وہ ایک سنجیدہ اور پراسرار نوعیت کا شخص تھا،

لیکن پھر اچانک وہ بھی غائب ہو گیا۔" اکرام کی والدہ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

عمران نے ان کی باتوں کو سنجیدگی سے سنا اور فیصلہ کیا کہ وہ اس پراسرار تنظیم کے بارے میں مزید تحقیق کرے گا۔

وہ جانتا تھا کہ اکرام کی موت محض ایک حادثہ نہیں تھی، بلکہ اس کے پیچھے ایک بڑی سازش چھپی ہوئی تھی۔

"شکریہ، آپ کی باتوں سے مجھے بہت کچھ سمجھ آیا ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اکرام کی موت کے پیچھے کا راز بے نقاب کروں گا۔"

عمران نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں کئی سوالات تھے، اور وہ ان کا جواب تلاش کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کا عزم کر چکا تھا۔

عمران کا راستہ واضح ہو چکا تھا، اور وہ اب اس گہری سازش کو بے نقاب کرنے کے لیے تیار تھا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ میز پر پڑا ہوا فون بجنے لگا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔

جی فرمائیے۔۔علی عمران ایم۔ایس۔سی۔ڈی ایس سی آکسن بول رہا ہوں"

عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

صفدر بات کر رہا ہوں"۔۔۔دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

ہاں میں نے ہی فیاض سے کہا تھا کہ صفدر سے ضروری کام پڑ گیا ہے۔اب میری بات غور سے سنو۔

عمران نے اپنے ساتھی صفدر کو یہ منصوبہ بتایا اور اس کی نظریں سب حالات پر مرکوز ہیں۔"اب ہمیں جال بچانا ہوگا ورنہ مجرم ہاتھ سے نکل جائے گا۔

یہی تو ہم سب چاہتے ہیں مگر کرنا کیا ہوگا۔صفدر پوچھنے لگا۔

کرنا ورنا کچھ نہیں بس تمھیں افسردہ نظر آنا ہے نا کام عاشق۔

لاحول ولاقوۃ میں اور نا کام عاشق۔؟

یہ میں نے کس خاتون سے عشق کیا جس میں مجھے نا کامی ہوئی ؟

کوئی مجھے ریجیکٹ کر سکتا ہے بھلا؟ صفدر فخر سے بولا۔

اے گدھے یعنی میرا مطلب ہے کہ صفدر،تم نا کام عاشق کا کردار ادا کرو گے۔فائیو سٹار رین بو ہوٹل میں روز جاؤ گے،فریاد کرو گے،اور کسی نہ کسی سے ملنا شروع کر دو۔"

پھر روز کیطرح آنسو بہاو گے خوب شراب پیو گے دو تین بوتلیں روز چڑھاو گے۔

الحفیظ الامان صفدر اور شراب؟

یار سمجھا کرو بوتل میں پیپسی اور لذیذ مشروب ہوگا تم نے بس کردار ادا کرنا ہے۔

صفدر نے کچھ دیر تک عمران کی باتیں سنی، پھر بولا، "لیکن عمران، تمہیں کیا لگتا ہے؟ اس کھیل میں میری کیا اہمیت ہوسکتی ہے؟"

عمران نے ایک نظر اس پر ڈالی اور کہا، "صفدر، تمہاری اہمیت یہ ہے کہ تم اس میں بالکل سچے لگو گے۔

تمہیں ایسا دکھانا ہوگا کہ تم ایک شکستہ دل شخص ہو، جو ایک گہری محبت میں نا کام ہو چکا ہے۔

اور اس دکھ کو اتنا بڑھا چڑھا کر دکھانا ہوگا کہ کوئی بھی تم سے ہمدردی کرے۔یہی وہ وقت ہوگا جب تم کسی سے مل سکو گے،

اور ہمیں وہ تمام معلومات ملیں گی جو ہمیں اس سازش کو بے نقاب کرنے کے لیے چاہیے۔"

صفدر نے کندھے اچکائے اور کہا، "یعنی مجھے حقیقت میں ایک نا کام عاشق بننا پڑے گا؟"

"ہاں، بالکل"! عمران نے کہا، "تم جتنا زیادہ جذباتی پن دکھاؤ گے، اتنی ہی جلدی کوئی نہ کوئی تم سے ملے گا۔

اور وہ شخص، جو بھی ہو، اس سے تمہیں اس کے راز ملیں گے۔جو وہ کہے، وہ کرنا، مگر دماغ کو قابو میں رکھنا، صفدر۔تمہیں اس وقت خود کو مکمل طور پر وہ کردار میں ڈھالنا ہے۔"

جہاں تمھیں وہ لیجانا چاہے تو چلے جانا اور کوشش کرنا انکا اڈا معلوم ہو جائے ہم تمھارا پیچھے ہونگے۔

صفدر نے ایک گہری سانس لی اور پھر کہا، "سمجھ گیا عمران۔تم پر بھروسہ ہے، اور میں یہ کردار بخوبی نبھاؤں گا۔تم فکرمند نہ ہو۔"

عمران نے کچھ سوچا دیوار پر لگے تصاویر کو اور پھر سے دیکھا اور صفدر سے کہا، "تمہاری کامیابی ہماری کامیابی ہے، صفدر۔

اس بار اگر ہم نے ایک قدم بھی غلط اٹھایا تو پورا منصوبہ نا کام ہو جائے گا۔ہمیں اس جال کو اتنی مہارت سے بچھانا ہے کہ مجرم خود اس میں پھنس جائے۔"

صفدر نے عمران کے الفاظ کو اچھے سے دماغ میں بیٹھا لیا۔"میں جانتا ہوں، عمران۔اس میں نا کامی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا۔"

عمران نے سر ہلایا اور کہا، "شکریہ، صفدر۔اب ہمیں اس جال کو اتنی مہارت سے بچھانا ہے کہ جب وہ اس میں پھنسے، تو نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو۔"

یاد رہے صفدر" تمہاری محبوبہ تمہیں چھوڑ کر جا چکی ہے، "اس نے مزید وضاحت دیتے ہوئے کہا،

"اور تم اس صدمے میں غرق ہو، تمہیں روز ہوٹل رین بو میں آنا ہے، شراب پینا ہے، توڑ پھوڑ کرنی ہے، اور روتے ہوئے وہاں بیٹھنا ہے۔"

میرے ذہن میں یہ تصور فوراً ابھرا: ایک ٹوٹا ہوا شخص، جس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی اس سے چھن چکی ہو، وہ شراب کے نشے میں غم کو دھکیلنے کی کوشش کر رہا ہوں، اس کی آنکھوں میں ایک ایسا درد ہو جو لفظوں سے بیان نہ کیا جا سکے۔

ہوٹل رین بو میں میری روز کی موجودگی، وہ آہ و بکا، وہ ٹوٹے ہوئے کپ، وہ بدحواسی میں کی گئی تھوڑ پھوڑ، سب کچھ ایسا ہونا تھا جیسے میں نے اپنی دنیا کا سب کچھ کھو دیا ہو۔

اور رونے کا منظر، وہ بے ساختہ اور دل کو چیر دینے والا رونا، جو بس اس دکھ کی گہرائی کو ظاہر کرتا ہو جو میں اندر محسوس کر رہا ہوں۔

میرے لیے یہ صرف ایک کردار نہیں ہوگا، یہ ایک موقع تھا ایک منصوبہ بندی کے تحت جال بچھانے کا، جہاں میرا دکھ اور میرے آنسو ایک ذریعہ بنیں گے مجرم تک پہنچنے کا۔

شاباش صفدر بالکل رائٹ سمت میں جا رہے ہو۔

"یہ سب تمہیں اس طرح کرنا ہے کہ جو بھی دیکھے، وہ تمہارے درد کو محسوس کرے، تمہاری ناکامی کو سچے دل سے سمجھے،" عمران نے کہا۔ اس کے الفاظ میں وہ اعتماد تھا۔

اور پھر جب وہ لمحہ آئے گا، جب جال میں وہ شخص آ کر پھنسے گا، تو میں جانوں گا کہ یہ سب دکھ، یہ سب کردار کا ادھورا پن، اس مجرم کو خود میرے پاس لائے گا۔

صفدر نے طویل گفتگو کے بعد فون کال کاٹ دی۔

یہ گفتگو ختم ہونے کے بعد صفدر نے اپنے نئے کردار کو ذہن میں بٹھایا اور ہوٹل میں آنے والے دنوں کے لیے تیار ہو گیا۔

اس کا مقصد صرف ایک تھا: مجرم کا پتہ لگانا اور اس کی سازش کو بے نقاب کرنا۔

لیکن اس راستے میں اس کو نہ صرف اپنی مہارت اور عقل کا استعمال کرنا تھا، بلکہ اپنے جذبات کو بھی مکمل طور پر قابو میں رکھنا تھا۔

اب صفدر کا کردار تھا کہ وہ ناکام عاشق بن کر اپنے دشمن کو جال میں پھانسے، اور عمران کا اعتماد اسے اس مقصد کو حاصل کرنے میں مدد دینے والا تھا۔

ابھی صفدر یہی سوچ رہا تھا کہ اسکا موبائل بجنے لگتا ہے۔

ہیلو صفدر راٹ ازمی جولیا۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

مجھے عمران نے اپنا ٹاسک سمجھا دیا ہے۔

جولیا نے صفدر کی آنکھوں میں پختگی دیکھ کر کہا، "صفدر، ایک اور بات۔ جوزب تمھارے ساتھ رہے گا، اور مجھ سے بھی رابطے میں رہنا۔"

صفدر نے فوراً سوال کیا، "جوزب؟ وہ کیوں؟"

"جوزب کو اس معاملے کی پوری تفصیلات معلوم ہیں، اور وہ تمہاری مدد کے لیے وہاں موجود رہے گا۔

اس کے پاس وہ تمام معلومات ہیں جو ہم تک پہنچانی ضروری ہیں۔ وہ تمہیں جب ضرورت ہو، تب تمہاری مدد کرے گا۔"

صفدر نے سر ہلایا اور کہا، "ٹھیک ہے، جولیا۔ میں جوزب سے بات کروں گا۔ اور ہدہد کے ساتھ بھی، وہ ہماری طرف سے اہم رابطہ ہے۔"

"بالکل، ہدہد اس وقت ایک اہم کڑی ہے۔ وہ جتنا زیادہ معلومات فراہم کرے گا، اتنا ہمیں فائدہ ہوگا۔

تمہیں اس کے ساتھ اپنے تعلقات مضبوط رکھنا ہیں، اور اس کے کسی بھی اقدام سے بچنا نہیں۔

وہ ہمیں اس پورے معاملے کی مزید حقیقتیں بتا سکتا ہے۔" جولیا نے کہا۔

صفدر نے پختہ ارادے سے کہا، "میں اس سب کو کامیابی سے انجام دوں گا۔

جوزب اور جولیا دونوں کا بلکہ میرا اپنا کردار بھی بہت اہم ہے، اور میں ان کے ساتھ مل کر یہ کام کروں گا۔"

دروازے پر دستک سنائی دی۔

صفدر نے جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے جوزب موجود تھا پہلے سے۔

ارے باپ رے جوزب تم پہنچ بھی گئے۔؟

باس کا حکم تھا صفدر صاحب۔

جوزف تھری پیس سوٹ میں ملبوس چاق و چوبند نے ایک آخری نظر صفدر پر ڈالی اور کہا، "یاد رکھو، صفدر، ہمیں ان تمام لوگوں کو اتنے احتیاط سے قابو میں رکھنا ہے کہ وہ کبھی بھی شک نہ کریں۔

اس منصوبے میں ایک غلط قدم بھی ہم سب کے لیے مہنگا پڑ سکتا ہے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں، جوزف۔ ہم کامیاب ہوں گے، اس بار کوئی بھی ہمیں شکست نہیں دے سکے گا۔" صفدر نے عزم سے کہا۔

جوزف نے ایک آخری بار سر ہلایا، اور دونوں نے ایک دوسرے کو تسلی دی کہ وہ یہ جال اتنی مہارت سے بچھائیں گے کہ مجرم کے لیے اس سے نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔

صفدر صاحب میں ہوٹل رین بو کے اندر ہی موجود رہوں گا آپ بیفکر ہو کر جائے۔

صفدر روز ہوٹل آتا اور ہر روز اپنے ناکام عاشق بننے کی کوشش میں مصروف رہتا تھا۔

وہ اکثر شراب پیتا، اور ہوٹل کے لوگوں کے لیے ایک نیا دردِ سر بن چکا تھا۔

اس کی مایوسی، جذباتی عدم استحکام، اور غیر مناسب حرکتوں کی وجہ سے ہوٹل والے اس سے بہت پریشان تھے۔

وہ اکثر اس سے کہتے، "نکمے عاشق! تم روز شراب پیتے ہو اور شور کرتے ہو۔ تمہاری ان حرکتوں سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔

"صفدر کے ذہن میں ایک ہی سوال تھا کہ کیوں اسے محبت میں ناکامی ہوئی، اور کیوں وہ زندگی میں کوئی کامیابی نہیں حاصل کر پاتا۔

کیا بات ہے پیارے تم روز ہوٹل میں تماشا برپا کرتے ہو؟ کیا ہوا ہے۔

تم سے مطلب تم کون ہو؟

مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں۔

جاو چلے جاو یہاں سے مجھے میری کشمالہ بولا رہی ہے۔

وہ دیکھو کشمالہ بال کھولے آ رہی ہے۔

ارے نانہجار کہاں ہے کشمالہ؟

ہمیں تو کوئی لڑکی نظر نہیں آ رہی۔

وہ وہ۔۔۔سامنے کھڑی ہے۔

ویسے وہ کشمالہ ہے۔؟ یا بال کھولے کوئی بدروح؟

بکواس بند کرو پرنس۔۔

ویٹر جاو ایک گلاس مشروب اور لاو۔۔

چل دفع ہو ناکام عاشق پرنس اب اتنا بھی فارغ نہیں۔۔۔ویٹر میرے لئے ایک کپ دودھ پتی چائے۔

ایک دن، جب وہ مایوسی کے عالم میں ہوٹل میں بیٹھا تھا، ایک اڈھیر عمر کا آدمی اس کے قریب آ کر اس سے بات کرنے لگا۔

وہ شخص بہت پرسکون اور تجربہ کار لگ رہا تھا۔

اس نے صفدر سے کہا، "میرے ساتھ چلو، چالیس دنوں کے لیے جنت چلیں۔

وہاں تم سب غم بھول جاؤ گے اور تمہاری زندگی بدل جائے گی۔

"صفدر چونک کر اس کی طرف دیکھا، مگر اس نے اس کی باتوں میں کچھ ایسا محسوس کیا جو اسے اب تک نہیں مل سکا تھا—امید۔

کیا ملے گا مجھے بتاو؟
تمھیں ان غموں سے آزادی ملی گی اور تم پرسکون رہو گے۔
خوش رہو گے، آزاد ہو جاو گے۔
مگر اس کے لئے تمھیں سب رشتوں سے دست بردار ہونا پڑے گا۔
سب سے پہلے اپنے ماں باپ، بہن، بھائیوں کے نمبر اپنے موبائل سے ڈیلیٹ کرو پھر رشتہ داروں کے نمبر ڈیلیٹ کرو۔
تم کسی کی پرو امت کرو۔
صفدر نے اس آدمی کی باتوں کو سنجیدگی سے لیا، اور وہ اس کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ جیسے ہی وہ شخص صفدر کو لے کر جانے لگا،
عمران اور جوزف جو صفدر کے قریبی دوست تھے، اس آدمی پر نظر رکھے ہوئے تھے اور اس کی حرکتوں پر مشکوک تھے۔
جوزف نے اس کی پیروی کی اور دیکھا کہ وہ عجیب شخص صفدر کو لے کر ایک دور دراز علاقے کی طرف جا رہا ہے۔
ان دونوں نے اس کی پیچھا کیا اور جلد ہی ان کا پیچھا کرتے ہوئے وہ ایک عجیب و غریب جگہ تک پہنچے،
جو بظاہر ایک مجرمانہ ٹھکانے کی طرح نظر آ رہی تھی۔ وہاں پر بدمعاشوں کا گروہ اکٹھا تھا، اور ان کے درمیان جھگڑے اور شور شرابے کی آوازیں آ رہی تھیں۔
ایسے لگ رہا تھا جیسے اندر کافی لوگ جمع ہو۔
عمران اور جوزف نے فوراً یہ فیصلہ کیا کہ وہ صفدر کو اس جگہ سے نکال کر لے آئیں گے تاکہ اسے کسی بھی قسم کی مشکلات سے بچایا جا سکے۔
لیکن سب سے پہلے وہاں گھسنا ضروری مرحلہ تھا۔
ایک بڑی لڑائی شروع ہو گئی، جس میں عمران اور جوزف نے مل کر ان بدمعاشوں سے ٹکر لی۔
صفدر ابھی تک نہیں سمجھ سکا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اسکی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔
مگر اس نے آخر کار فیصلہ کیا کہ وہ ان دوستوں کے ساتھ کھڑا ہو گا جنہوں نے ہمیشہ اس کا ساتھ دیا تھا۔
لڑائی میں اچانک وہ آدمی جو صفدر کو جنت لے جانے کے لیے آیا تھا، سامنے آیا اور صفدر کو بتایا کہ یہ سب ایک امتحان تھا۔
اب ہم تمھاری آنکھوں کی پٹی کھول دینگے اور اب تم جنت میں چالیس دن گزارو گے۔
اس نے کہا، "یہ جگہ تمہارے لیے صرف ایک آزمائش ہو گی، تاکہ تم اپنی حقیقت جان سکو۔
تم جتنا باہر تلاش کرتے ہو، تمھارے اندر وہ سب کچھ پہلے سے موجود ہے جو تمہیں سکون دے سکتا ہے۔"
یہ الفاظ صفدر کے دماغ میں گھومنے لگے، اور اس نے فیصلہ کیا کہ اب وہ اپنی زندگی کو نیا رخ دے گا،
اپنی مایوسیوں کو چھوڑ کر اپنے اندر کی طاقت کو پہچانے گا۔ اس کا سفر ایک نیا آغاز تھا۔
صفدر اپنا کردار بخوبی ادا کر رہا تھا۔
جوزف نے خاموشی سے ڈرائیور کو بیہوش کیا اور اسکا لباس پہنا۔
عمران گاڑی کے نیچے سے چپک گیا اور اس طرح وہ لوگ اس باغ نما عمارت میں داخل ہوئے۔
لڑائی کا آغاز بہت تیزی سے ہوا۔ عمران اور جوزف نے جیسے ہی بدمعاشوں کو دیکھا،
فوراً ان کے قریب پہنچنے کی کوشش کی تاکہ صفدر کو اس جگہ سے نکال سکیں۔
مگر بدمعاشوں نے ان کی نیت بھانپ لی اور فوراً ان پر حملہ کر دیا۔

ایک بدمعاش نے دھکیل کر عمران کو ایک طرف پھینکا، اور دوسرے نے جوزف پر چھلانگ لگا دی۔

عمران اور جوزف نے بھرپور مزاحمت شروع کر دی۔ عمران نے اپنے جسم کو مضبوطی سے سینہ پھلا کر کھڑا کیا،

اور پھر ایک بدمعاش کو اپنے ہاتھوں سے جکڑ کر اسے زمین پر گرا دیا۔ جوزف بھی پیچھے نہیں تھا،

اس نے ایک بدمعاش کے گرد اپنے بازو لپیٹے اور اس کو زور سے دھکیل کر نیچے گرا دیا۔

دونوں کی آنکھوں میں غصہ اور جذبہ تھا، جیسے وہ صفدر کی زندگی کو بچانے کے لیے اپنی جان کی بازی لگا رہے ہوں۔

ناکام عاشق مایوس مت ہونا عمران یہاں موجود ہے۔

صفدر غصے سے غرایا کس کو کہا ناکام عاشق۔؟

کسی کو نہیں صفدر پیچھے دیکھو۔

اس بدمعاش کا وار خطا گیا اور صفدر نے ایک مکے میں اسے بیہوش کر دیا تھا۔

لڑائی کا منظر انتہائی پر شدت تھا۔ بدمعاشوں نے ہار نہیں مانی، وہ بار بار حملہ آور ہوتے اور عمران و جوزف ان کے حملوں کا سامنا کرتے۔

ایک بدمعاش نے جوزف پر لوہے کی راڈ سے حملہ کرنے کی کوشش کی،

مگر جوزف نے فوراً اپنے ہاتھ سے راڈ پکڑ لیا اور اس کے سر پر مارا، جس سے وہ زمین پر گر گیا۔

عمران نے ایک اور بدمعاش کو ایک زوردار گھونسہ مارا، جس سے وہ بے ہوش ہو گیا۔

لڑائی کی شدت بڑھتی جا رہی تھی۔

بدمعاشوں کے گروہ میں اب بس دو ہی آدمی بچ گئے تھے، مگر وہ بھی تھک چکے تھے۔

عمران اور جوزف نے ایک آخری حملہ کیا اور ان دونوں کو نیچے گرا دیا۔ ان کی ہمت اور لڑنے کی طاقت نے انہیں فتح دلا دی۔

آخر کار، جب لڑائی ختم ہو گئی اور بدمعاشوں کے جسموں میں حرکت کم ہو گئی، عمران اور جوزف نے صفدر کو اٹھایا اور فوراً اس کی ہاتھ کی رسی کھولنے کی کوشش کی۔ ان کے جسم میں شدید درد تھا، لیکن ان کا مقصد کامیاب ہو چکا تھا۔

باہر سے پولیس کی گاڑیوں کی سائرن کی آوازیں آ رہی تھی۔

جنت نما نقلی باغ میں ہر طرف گندگی ہی گندگی اور کانٹے تھے پھول اور درختوں کا تو نام و نشان تک نہ تھا۔

البتہ اندر سے عمارت شاندار اور طلسماتی کمروں پر مشتمل تھی یہاں پر لوگوں کو برین واش کیا جاتا تھا اور چالیس دنوں تک رکھا جاتا تھا۔

اسی دوران، وہ پراسرار آدمی جو صفدر کو "جنت" لے جانے کے لیے آیا تھا، سامنے آ گیا۔

اس نے کہا، "تم دونوں نے جو کچھ کیا، وہ صرف ایک فضول سی حرکت ہے ہم لوگ اس دنیا میں آزاد تھے اور روشن ستارے کیطرح چمکتے رہے گے

یہ کہتے کہتے اس نے چاقو سے گردن کی شہ رگ کاٹ لی۔

جوزف اسکی طرف لپکا مگر وہ مر چکا تھا۔

باس! یہ ٹپک گیا اب کیا کرینگے؟

کرنا کیا ہے جوزف اندر جاؤ اس سب کے ماسٹر مائنڈ اس بڈھے کو پکڑو۔

کچھ ہی وقت بعد جوزف ایک گورے انسان جو ستر سال کے قریب کا تھا اسکو گردن سے پکڑ کر نیچے لے آیا اور عمران کے سامنے کرسی پر زبردستی بیٹھا دیا۔

اچھا تو تم ہو وہ قاتل بڈھے

جس نے معصوم ذہنوں سے کھیلا، انکے جذبات کا مذاق اڑایا اور پھر ان سے جرائم قتل، چوریاں وغیرہ کروائی۔

ہاں میں ہی ہو وہ میں نے کیا سب کچھ۔

میں ان لوگوں کی برین واشنگ کرتا اور پھر اپنے فدائیوں سے کام لیتا تھا۔

میرا ہر آزاد فدائی سات لوگوں کو لانے کے بعد خودکشی کر کے اپنی جائیداد میرے ادارے روشن تنظیم کے نام کر دیتا تھا۔

کیا ملا تمھیں یہ سب کر کے۔۔

تجربہ ملا۔۔ میں اپنے علم اور سائیکالوجی کا تجربہ کر رہا تھا اور مجھے دولت بھی تو مل رہی تھی بغیر کسی مشقت کے۔

خبیث بڑھے تم قاتل نہیں بلکہ روح کے ڈکیت ہو تم نے روح کی چوری کی۔

معصوم لوگوں کو ورغلایا انہیں فدائی بنایا ان سے بینک میں ڈاکے ڈالے، قتل کروائے تمھاری جرائم کی فہرست طویل ہے۔

سوپر فیاض لیجاو اس مکروہ بڈھے کو ورنہ یہ میرے ہاتھ سے ضائع ہو جائے گا۔

ویٹر۔۔۔ کہاں ہو تم جلدی سے چائے لا و میرے لئے۔

اور میرے لئے چکن سوپ۔

ارے صاحب آپ تو وہ ناکام عاشق تھے؟

جی نہیں یہ ناکام عاشق نہیں بلکہ میرا دوست صفدر ہے اس پر تو ہزاروں لڑکیاں مرتی ہیں۔

ویٹر نے حیرانی سے پہلے عمران کی جانب دیکھا اور پھر صفدر کی جانب جو تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا۔

ہاں تو صفدر پیارے کیس تو حل ہو گیا اب شکار پے چلیں۔؟

نہیں سردی ہے مارچ میں جائے گے۔

ارے باپ رے پھر سے بارش شروع ہو گئی یہ دسمبر بھی نہ۔۔

بھیگا بھیگا سا یہ دسمبر ہے۔

ختم شد۔